110602 ـ دوسری شادی کی وجہ سے پہلی بیوی کے معاملات میں تبدیلی اور خاوند کو ناپسند کرنا

سوال

میں اپنے خاوند اور بچوں کے ساتھ بڑی اچھی زندگی بسر کر رہی تھی کہ خاوند نے دوسری شادی کر لی تو میرے اندر بغض کے احساسات پیدا ہونے لگے اور جب میں اسے دیکھتی ہوں تو وہ اچھا نہیں لگتا، مجھے کیا کرنا چاہیے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

آپ کے اندر خاوند کو دیکھ کر بغض کے احساسات کے متعلق ہمیں تو علم نہیں کہ آیا یہ دوسری شادی کی بنا پر ہیں یا کہ آپ کے ساتھ اس کا رویہ اچھا نہ ہونے اور دوسری بیوی کو آپ سے اچھا اور افضل سمجھنے کی وجہ سے ہیں.

اگر پہلا سبب یعنی دوسری شادی کرنے کی وجہ سے ہے تو مرد کے لیے دوسری شادی کرنا کوئی گناہ نہیں، بلکہ بعض اوقات تو خاوند پر دوسری شادی کرنا واجب ہو جاتا ہے، اور یہ سب بیویوں کے مابین عدل و انصاف کرنے سے مشروط ہے، اللہ سبحانہ و تعالی نے مرد کے لیے چار بیویوں کو رکھنا مباح کیا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اگر وہ ان سب میں نفقہ اور لباس اور رات بسر کرنے میں عدل کر سکتا ہو، لیکن اگر وہ عدل نہیں کر سکتا تو اس کے لیے ایک سے زائد شادی کرنا حرام ہے، اور اسے ایک ہی بیوی پر اکتفا کرنا چاہیے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

﴿ اور اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کر کے تم انصاف نہ رکھ سکو گے تو اور عورتوں سے جو بھی تمہیں اچھی لگیں تم ان سے نکاح کر لو، دو دو، تین تین، چار چار سے، لیکن اگر تمہیں ڈر ہو کہ عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی کافی ہے یا پھر تمہاری ملکیت کی لونڈی یہ زیادہ قریب ہے کہ ایک طرف جھك جانے سے بچ جاؤ ﴾ النساء (3).

عادتا مرد دوسری شادی اس وقت کرتا ہے جب اسے ضرورت ہو؛ کیونکہ دوسرا گھر بنانا اس کے لیے بوجھ ہے اور مرد بغیر کسی ضرورت کے اور بوجھ نہیں اٹھانا چاہتا، یا پھر وہ دوسری شادی اس لیے کرنا چاہتا ہے کہ اس کو کوئی ایسی عورت مل گئی جس سے اس کا دل معلق ہو چکا ہے، اور وہ اس عورت سے شریعت کے مطابق جمع ہونا چاہتا ہے، اور یہ شادی کے بغیر ممکن نہیں.

ایک سے زائد شادیاں کرنے کی بہت عظیم حکمت ہیں جو اس پر غور کرے تو وہ ان حکمتوں کو پا سکتا ہے، اس لیے ایک سے زائد شادی کرنے والے شخص کو لوگوں کے لیے برا اور غلط نمونہ نہیں بننا چاہیے، کہ وہ کسی ایک بیوی پر ظلم کرے اور اس کے حقوق سلب کرے اور ایک کی طرف مائل ہو جائے.

ہم سوال کرنے والی فاضلہ بہن سے عرض کرینگے کہ: ایک سے زائد شادیاں کرنے والے شخص کی بیویوں کے مابین جو غیرت پیدا ہوتی ہے یا پھر ان میں جو ازدواجی مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں اس سے زیادہ مشکلات اور غیرت تو صرف ایک ہی شادی کرنے والے کے ہاں بھی پائی جاتی ہیں، بلکہ عالم اسلام میں طلاق کا تناسب ایک سے زائد بیویوں والے اشخاص میں تو بہت ہی کم نظر آتا ہے، اور پھر مشکلات تو ہر گھر میں ہوتی ہیں چاہے وہاں سوکن نہ بھی ہو.

اور اگر آپ کے خاوند میں معاملات کی تبدیلی اور بغض کا سبب دوسری بیوی کی خوبصورتی یا چھوٹی عمر کی ہونے کی وجہ سے اس کی طرف میلان ہے تو خاوند ظالم اور گنہگار ہے اس کے لیے شریعت کا التزام کرتے ہوئے اللہ کے حکم کی پابندی کرنا ضروری ہے، کہ وہ بیویوں کے مابین عدل و انصاف کرے، اور ہر بیوی کو اس کا واجب کردہ حق ادا کرے.

شیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

بلاشك و شبہ سب سے بہتر اور سیدھی راہ یہی ہے: محسوس امور کی بنا پر ایک سے زائد شادیاں کرنے کی اباحت کو ہر عقل و دانش والا جانتا ہے.

اس میں یہ بھی ہے کہ:

ایک بیوی ہو تو اسے حیض بھی آئیگا، اور نفاس بھی اور وہ بیمار بھی ہو سکتی ہے، اس کے علاوہ کئی ایک اسباب ایسے ہیں جس کی بنا پر زوجیت کا مخصوص عمل رك جاتا ہے، اور پھر مرد تو امت کو زیادہ کرنے میں پورا مستعد ہے، اس لیے اگر بیوی کی ان علتوں اور عذروں کی بنا پر وہ اس سے رکا رہے تو بغیر کسی گناہ کے ہی منافع جات معطل ہو کر رہ جائینگے.

اور اس میں یہ بھی ہے کہ: اللہ تعالی نے عادتا پوری دنیا میں مردوں کی تعداد عورتوں سے کم بنائی ہے، اور زندگی کے سارے میدانوں میں موت کا شکار بھی زیادہ عورتیں ہیں، اس لیے اگر مرد صرف ایک بیوی پر ہی اکتفا کرے تو بہت ساری عورتیں شادی سے محروم رہ جائینگي، جس کا نتیجہ میں وہ فحاشی کی طرف مائل ہونگی اور بدکاری کا شکار ہو جائینگی.

اس لیے اس مسئلہ میں قرآن مجید کے راہ اور راہنمائی سے پیچھے ہٹنا اخلاق کے ضیاع اور جانوروں کے درجہ تك

انحطاط تك جاپہنچنے كا سبب ہے، اور اسى طرح شرف و مرتبہ اور مروؤت كے بھى ضياع كا باعث ہے، لہذا اللہ پاك و تعريف والا ہے جس نے يہ حكم نازل كيا اور وہ خبردار ہے، اس كى كتاب قرآن مجيد كى آيات پرحكمت ہيں، اور پھر يہ قرآن مجيد تو حكيم و خبير كى جانب سے نازل كردہ ہے.

اور اس ميں يہ بھى شامل ہے كہ: سب عورتيں شادى كے ليے مستعد ہوتى ہيں اور ان ميں شادى كى استطاعت پائى جاتى ہے؛ كيونكہ عورت كو اس ميں كوئى مانع نہيں، ليكن اس كے برعكس مردوں ميں كچھ ايسے لوگ بھى ہوتے ہيں جو فقر و فاقہ كى بنا پر شادى كے لوازمات پورے كرنے پر قاصر ہوتے ہيں.

چنانچہ شادى كے ليے مستعد مرد عورتوں كى بنسبت كم ہيں؛ كيونكہ عورت كو شادى ميں كوئى مانع نہيں ہے، اور مرد كے ليے فقر و فاقہ اور نكاح كى عدم قدرت مانع بن سكتى ہے.

اس ليے اگر مرد ايك ہى بيوى پر اكتفا كرے تو خاوند نہ ملنے كى بنا پر شادى كے ليے مستعد بہت سارى عورتيں ضائع ہو جائينگى، تو اس طرح يہ چيز شرف و فضيلت كے ضياع اور بےحيائى اور بدكارى پھيلنے كا باعث اور اخلاقى انحطاط اور انسانى قيم كے ضياع كا باعث بنےگا.

اور اگر مرد كو خدشہ ہو كہ وہ عدل و انصاف نہيں كر سكےگا تو اس كے ليے ايك ہى بيوى پر اكتفا كرنا واجب ہے، يا پھر وہ لونڈى ہى كافى ہے؛ كيونكہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

﴿ يقينا اللہ تعالى عدل و انصاف اور احسان كا حكم ديتا ہے ﴾النحل (90).

بيويوں كے شرعى حقوق ميں كسى ايك كو فضيلت دينا اور كسى ايك كى طرف مائل ہونا جائز نہيں كيونكہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

﴿ تو تم بالكل ہى ايك كى جانب مائل نہ ہو كر دوسرى ك وادھر لٹكتى ہوئى نہ چھوڑو ﴾النساء (129).

رہا طبعى ميلان كہ ان ميں كسى ايك كے ساتھ دوسرى سے زيادہ محبت كرنا تو يہ بشر كى استطاعت ميں نہيں؛ كيونكہ يہ نفسى انفعال ہے اور نفسى تاثر ہے نہ كہ فعل اور اللہ كے فرمان سے بھى يہى مراد ہے:

﴿ تو تم بالكل ہى ايك كى جانب مائل نہ ہو كر دوسرى ك وادھر لٹكتى ہوئى نہ چھوڑو ﴾النساء (129).

جيسا كہ اس كے علاوہ كئى اور مقامات پر بھى ہم وضاحت كر چكے ہيں.

اور بعض اسلام دشمن ملحد قسم كے لوگ يہ خيال ركھتے ہيں كہ ايك سے زائد شادياں كرنا ہميشہ جھگڑے اور فساد كا باعث ہے، اور زندگى اجيرن كر كے ركھ ديتا ہے؛ كيونكہ جب بھى وہ دونوں ميں سے ايك سوكن كو راضى كريگا

تو دوسری ناراض ہو جائیگی، اور خاوند ہمیشہ ایک کی ناراضگی میں رہےگا، اور یہ کوئی حکمت میں سے نہیں.

اس ملحد کی یہ کلام ساقط اور بالکل غلط ہے، اس کا سقوط ہر عقلمند کے لیے واضح ہے؛ کیونکہ جھگڑا اور فساد تو ہر گھر میں پایا جاتا ہے اور یہ کبھی اس سے جدا نہیں ہو سکتا، لہذا مرد اور اس کی والدہ، آدمی اور اس کے والد، اور بعض اوقات اس کی اولاد، اور کبھی مرد اور اس کی ایک ہی بیوی کے مابین جگھڑا ہو جاتا ہے یہ ایک عادی اور عام سی چیز ہے، یہ کوئی بڑی بات نہیں، اور یہ چیز ان مصلحتوں کے ساتھ ہی ہے جو ہم ایک سے زائد شادیوں کے متعلق بیان کر چکے ہیں کہ اس سے عورتوں کی حفاظت ہوتی ہے، اور ان سب عورتوں کی شادی کے لیے آسانی بھی ہے، اور پھر امت اسلامیہ کے افراد کی کثرت کا باعث ہے تا کہ اسلام کے نام لیوا کی تعداد زیادہ ہو، یہ دونوں چیزیں ہی ہیں؛ اس لیے کہ عظیم مصلحت کو چھوٹی خرابی پر مقدم کیا جائیگا.

اور اگر ہم فرض کریں کہ ایک سے زائد شادیوں میں یہ مزعوم جگھڑے خرابی کا باعث ہیں، یا پہلی بیوی کے دل میں اس کی سوکن کی وجہ سے خرابی پیدا ہوتی ہے تو بھی اس راجح مصلحت کو ہم مقدم کرینگے جس کا ذکر ہو چکا ہے جیسا کہ اصول میں معروف بھی ہے " انتہی

دیکھیں: اضواء البیان (3 / 114 - 115).

دوم:

اور ہم خاوند کی حالت بدلنے والی بیوی کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اس کی تبدیلی کے اسباب تلاش کرے، اگر تو اس کی تبدیلی کا سبب خاوند کی حقوق میں بیوی کی جانب سے کوتاہی ہے تو بیوی اپنے آپ کو درست کرے اور ان اسباب کا علاج کرے، اور خاوند کے جن حقوق میں بیوی نے کوتاہی کی ہے اس پر متنبہ رہے اور کوتاہی مت کرے.

کیونکہ بعض عورتیں اپنے آپ کو خوبصورت رکھنے میں کوئی دھیان نہیں دیتیں، اور نہ ہی اپنے ارد گرد کو خوبصورت رکھنے کی کوشش کرتی ہیں، اور بن سنور کر نہیں رہتیں، اور بلکہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ ایسے رہتی ہیں جیسے ایک روٹینی زندگی کاٹ رہی ہوں.

اس میں کوئی شک نہیں کہ مرد حضرات راستوں اور فضائی چینلوں اور کام کاج کی جگہوں پر مختلف عورتوں کو مختلف اشکال میں بنی سنوری دیکھتے ہیں، ایک عقلمند عورت کو اس پر متنبہ رہنا چاہیے، اور وہ خوبصورت بن کر اور خوشبو لگا کر رہے اور اپنے خاوند کی بہتر اور اچھی سے اچھی خدمت کرے اور اس کا خیال رکھے.

اس طرح وہ خاوند کے لیے ان اسباب سے کافی ہو سکتی ہے جس کی وجہ سے وہ دوسری شادی کرنا چاہتا ہے، اسی طرح بعض عورتیں اپنی اولاد میں ہی مکمل طور پر مشغول رہتی ہیں اور یہ چیز اس کے خاوند کے حقوق کے حساب پر ہوتی ہے اور خاوند کو بیوی کی ضرورت ہوتی ہے وہ اس وقت بھی اولاد میں مشغول رہتی ہے، یہ چیز

خاوند کو اس سوچ پر مجبور کردیتی ہے کہ وہ ایك اور گھر بنائے، اس لیے بیویوں کو یہ چیز بھی سمجھنی چاہیے اور اس پر بھی متنبہ رہیں.

اور اگر خاوند کی تبدیلی اس کی نفسانی خواہش کی بنا پر ہے تو پھر یہ خاوند وعظ و نصیحت کا محتاج ہے، اور اگر حسد یا نظر بد یا جادو کے باعث اس میں تبدیلی پیدا ہوئی ہے تو پھر وہ شرعی دم کا محتاج ہے؛ کیونکہ ایسا بھی ہو سکتا ہے اور اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا، اور اسی طرح کا وہم بھی نہیں کرنا چاہیے کہ یہ وسوسہ اور اعتقاد بنا لیا جائے، حالانکہ حقیقت حال میں ایسا نہ ہو.

حاصل یہ ہوا کہ:

عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے تو اپنے اندر تلاش کرے اگر وہ اپنے آپ میں کوئی کوتاہی اور خلل پاتی ہے تو اپنے آپ کی جلد اصلاح کرے اور جو کوتاہی ہے اس کو دور کرے.

اور اگر خاوند کی جانب سے کوتاہی ہے تو وہ اس مصیبت پر صبر کرے، اور اس کے رد فعل میں وہ جو کچھ ظلم و زیادتی اور کوتاہی اور خاوند کے ساتھ برا سلوك کرنے کا مرتکب ہو رہی ہے وہ اس کی لیے کوئی ممد و معاون نہیں ہوگا، بلکہ اسے چاہیے کہ وہ حسب استطاعت کسی بھی طریقہ سے خاوند کا ظلم روکنے یا اس میں کمی کرنے میں معاونت کرے.

اور اسے یہ علم ہونا چاہیے کہ وہ اس کا گھر اور خاوند کا ٹھکانہ، یہ سب کوتاہی اور زیادتی کے باوجود اس گھر کو تباہ کرنے اور اولاد کو منتشر کرنے سے بہتر ہے.

اور پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ بہت سارے خاوند کچھ معین وقت تك ظلم کرنے کا شکار رہتے ہیں، ہو سکتا ہے نئی بیوی کی چھوٹی عمر کی بنا پر ہو جس کی خوبصورتی کو حمل اور رضاعت نے نہ چھینا ہو، اور وہ اپنی اولاد میں مشغول نہ ہوئی ہو، اور کچھ ہی مدت میں دوسری بیوی کو بھی پہلی جیسی حالت مل جاتی ہے تو سب کچھ اپنی طبعی حالت میں واپس آ جاتا ہے.

اللہ کی بندی آپ یہ بھی یاد رکھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کو وصیت فرمائی تھی اور یہ وصیت بہت ہی مشہور و معروف ہے جس کے آخر میں آپ نے یہ فرمایا:

" اے بچے: اللہ کی حفاظت کرو، اللہ تمہاری حفاظت فرمائیگا، اللہ کی حفاظت کرو اللہ کو تم اپنے سامنے پاؤ گے، تم آسانی میں اللہ کو یاد کرو اللہ تعالی تمہیں تنگی میں یاد رکھےگا اور جب مانگو تو اللہ سے ہی مانگو، اور جب مدد طلب کرو تو بھی اللہ سے مدد طلب کرو، جو ہونے والا ہے قلم خشك ہو چکی ہے؛ اگر ساری مخلوق اکٹھی ہو کر تمہیں کوئی نفع دینا چاہیں اللہ نے وہ فائدہ تمہارے لیے نہ لکھا ہو تو وہ اس فائدہ کی قدرت نہیں رکھ سکتے، اور اگر

وہ تجھے کوئی نقصان دینے کی کوشش کریں جسے اللہ نے تمہارے لیے نہیں لکھا تو وہ اس کی استطاعت نہیں رکھ سکتے "

اور آپ یہ بھی جان لیں کہ آپ جس کو ناپسند کرتی ہیں اس میں صبر کرنا آپ کے لیے بہت ہی بہتری ہے، اور یہ کہ صبر کے ساتھ ہی مدد و نصرت حاصل ہوتی ہے، اور پھر تنگی اور مشکل سے نجات بھی تنگی کی بعد ہی ہوتی ہے، اور مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہوتی ہے "

مسند احمد حدیث نمبر (2800) مسند احمد کے محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ آپ دونوں کو خیر و بھلائی پر جمع کرے، اور آپ کو جو تکلیف اور مشکل آئی ہے اس کو آپ کے گناہوں کا کفارہ بنائے، اور آپ کی حالت میں اس حالت سے بدل دے جو آپ کے پروردگار کے ہاں افضل و بہتر ہے.

واللہ اعلم .